عورت فاؤنڈیشن

قانون سازی پر نظر

آواز
VOICE & ACCOUNTABILITY PROGRAMME
آواز اور جوابدہی پروگرام

بانی ادارت: شہلا ضیاء | سرپرست اعلیٰ: نگار احمد

اداریہ

واضح اور موثر قانون سازی کے بے شمار فوائد ہیں۔ اکثر قدیم اور جدید فلسفیوں کے نزدیک قانون سازی کا ایک اہم کردار اور فائدہ مزاحمت یا رکاوٹ ہے۔ مزاحمت کے نظریے نے موجودہ دور کے قانون سازوں کے لئے جواز پیدا کیا ہے کہ اِسی اصول کے تحت قانون سازی کریں۔

مزاحمت یا رکاوٹ کا مقصد ہے کہ سزا کا استعمال لوگوں کو جُرم سے روکنے کیلئے کیا جائے۔ مزاحمت یا رکاوٹ کی دو قسمیں ہیں، خصوصی اور عمومی: خصوصی مزاحمت یا رکاوٹ مجرم کو مزید جُرم کرنے سے روکنے کیلئے جبکہ عمومی مزاحمت یا رکاوٹ عام آبادی میں جُرم کو روکنے کیلئے تشکیل دی جاتی ہے۔ سزا مقرر کرنا مزاحمت کا لازمی جُزو ہے، اور مزاحمت کو موثر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ سزا: (الف) جُرم کے حساب سے سخت ہو۔ سندھ میں کم عمری کی شادی کی روک تھام کیلئے، پنجاب کے موجودہ 'چائلڈ میرج ریسٹرنیٹ ایکٹ 1929'، میں ترمیم کے ذریعے سخت سزا مقرر کی گئی ہے؛ (ب) سزا واضع ہو کہ اگر اس طرح کا جُرم کیا جائے تو اس کیلئے مقرر کی گئی سزا دیا جانا ممکن ہو؛ (ج) سزا جلد از جلد دی جاسکے تا کہ جرم رُک جائے۔

یہ دلیل قابل فہم ہے کہ معاشرے میں عورتوں کی حیثیت میں مثبت تبدیلی کیلئے سماجی رویوں میں تبدیلی انتہائی اہم ہے۔ تا ہم یہ دلیل بھی اُتنی ہی جائز ہے کہ قانون سازی سماجی رویوں میں مثبت تبدیلی کے لئے مددگار ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ سماجی رویوں میں مطلوبہ تبدیلی کیلئے بنیادی محرک ہے۔ (بلاشبہ) مُستقل، انتہائی متعلقہ اور ترقی پسند عوامی پالیسی اور نئے قوانین پر عملدرآمد کے ذریعے ہی بالا آخر، سماجی رویے تبدیل ہونگے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سماجی سوچ میں تبدیلی کسی ایک صوبے میں منظور کئے گئے قانون سے شروع ہو۔ (اس حوالے سے) سندھ اسمبلی نے 2013 میں گھریلو تشدد کا قانون منظور کر کے ایک مثال پیدا کی ہے۔ بلوچستان اسمبلی نے بھی 2014 میں اسی طرح کا قانون منظور کیا۔ ایسے ہی بلوچستان اسمبلی نے 'پروٹیکشن اینڈ پروموشن آف بریسٹ۔ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن ایکٹ 2014، پچھلے سال منظور کیا جبکہ خیبر پختونخوا اسمبلی نے بھی ایسا ہی ایک قانون اپنے دوسرے پارلیمانی سال میں منظور کیا۔ پنجاب میں گھریلو تشدد کی روک تھام کا بل صوبائی قانون سازوں سے منظوری کا منتظر ہے۔

قانون سازی کا بنیادی مقصد عورتوں کے تحفظ کو یقینی بناتے ہوئے بالا آخر اُنکے لئے ترقی کے مواقع پیدا کرنا ہونا چاہیے۔ یہ ایک طویل اور سُست عمل ہے، اور خواتین کارکن آج بھی اس جدید دنیا میں مخالف جنسوں کے درمیان واضع تفریق پر بحث کرتی ہیں۔ تا ہم، قانون کی حکمرانی کو تسلیم کرنے اور اس پر سختی سے عملدرآمد کے ذریعے ہی عورتوں کیلئے برابر مواقع پیدا کیا جاسکتے ہیں۔

اس بات کا دعویٰ انتہائی جائز ہے کہ عملدرآمد کے بغیر قانون سازی غیر مفید ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ قانون سازی کے ساتھ بنیادی مسئلہ اس پر معقول اور باقاعدہ عملدرآمد کی کمی ہے۔ مگر یہ حقیقت قانون سازی کو بے نتیجہ یا فضول ثابت نہیں کرتی۔ یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ قانون سازی کے بغیر کسی چیز، حقوق پر عملدرآمد ممکن نہیں۔ کسی چیز کی مُرمت کیلئے اوزار کا ہونا ضروری ہے۔ اگرچہ قانون سازی اور اس پر عملدرآمد ایک دوسرے پر منطبق اور برابر نظر آتے ہیں، مگر ان دونوں سے موثر نتائج کیلئے اُن کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے دیکھنا اور ان پر علیحدہ علیحدہ کام کرنا ضروری ہے تا کہ یہ ایک دوسرے کو متاثر نہ کریں۔

دوسرے پارلیمانی سال 2014-2015 کے دوران عورتوں کے حقوق پر قانون سازی کا جائزہ

از: بینظیر جتوئی

اب جبکہ پاکستان میں جمہوری ذریعے سے منتخب وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے اپنے پانچ سالہ دور کا دوسرا پارلیمانی سال مکمل کر لیا ہے، خواتین کیلئے مثبت قانون سازی اور پالیسی کی تشکیل کیلئے توقعات عروج پر ہیں۔

آئین میں اٹھارویں ترمیم کے بعد اختیارات صوبوں کو منتقل کر دیئے گئے ہیں جہاں عورتوں کی ترقی، صحت، تعلیم اور آبادی جیسے اہم مسائل صوبائی موضوع بن گئے ہیں۔ پس مخالف جنسوں کے درمیان (حقوق کے) عدم توازن کے خاتمے کیلئے پچھلے دو سالوں کے دوران صوبوں نے فوری اور واضح کردار ادا کیا ہے، جہاں عورتوں کے تحفظ اور انکی امداد کے لیے کئی بلوں کی منظوری دی گئی اور عورتوں کی خودمختاری کیلئے برابر مواقع میسر کیئے گئے۔

اگرچہ صوبے جُرات مندی سے اٹھارویں ترمیم کی بنیادی روح اور محرکات پر مثبت ردعمل دکھا رہے ہیں، مرکزی حکومت کو عورتوں کے حقوق کے حوالے سے اپنی ذمہ داری سے مکمل دستبردار نہیں ہونا چاہیے۔ صوبائی خودمختاری مرکزی حکومت کے کردار کو کم نہیں کرتی۔ یہ سمجھنا فی الحال جائز نہیں ہوگا کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد قومی اسمبلی سے عورتوں کیلئے مثبت قوانین کی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔

اگرچہ وفاقی سطح پر دوسرے پارلیمانی سال میں عورتوں کے حوالے سے کوئی قانون جاری نہیں ہوا، مگر قومی اسمبلی اور سینٹ دونوں ایوانوں میں عورتوں کے حقوق کیلئے، خصوصاً جنسی جرائم کی روک تھام کیلئے، کئی بل شدومد سے پیش کیئے گئے۔

پیش کئے جانیوالے بلوں میں سے اہم سرکاری بل ہیں جن میں 'دی نیشنل کمیشن آن دی رائٹس آف دی چائلڈ ایکٹ 2015' اور 'دی ہندو میرج ایکٹ 2015' شامل ہیں جبکہ غیر سرکاری بلوں میں سب سے اہم 'دی ٹارچر، کسٹوڈیل ڈیتھ اینڈ کسٹوڈیل ریپ (پریونشن اینڈ پنشمنٹ) ایکٹ، 2014'، اور 'دی کانسٹیٹیوشن (امنڈمنٹ) بل، 2014'، جو کہ اقلیتوں کے حقوق کے لئے آئین کے آرٹیکل 51 پر بحث کرتا ہے، شامل ہیں۔

> ### سندھ ہائی کورٹ میں بچی کی شادی کا مسئلہ زیرِ غور
>
> آمنہ مٹھل، 9 سالہ سکول پڑھتی بچی، اندرون سندھ میں اپنے خالو (خالہ کے شوہر) کے ساتھ سکول سے نکلی۔ اگلے دن آمنہ کے خالو نے، اُسکی مرضی کیخلاف اور اس کے والدین کی خواہش اور علم کے بغیر، اس سے شادی کر لی۔ آمنہ کے والدین نے اندرون سندھ میں ایف آئی آر درج کرائی اور اس وقت سندھ ہائی کورٹ میں اس کیس کی سماعت ہو رہی ہے۔ آمنہ مٹھل کے کیس سے متعلق اہم قانون 'دی سندھ چائلڈ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ 2013' ہے، جو سندھ اسمبلی نے پچھلے سال 2014 میں منظور کیا۔ یہ قانون بچیوں کی شادی کی عمر کی وضاحت کرتا ہے، جس کے مطابق 18 سال سے کم عمر کے فرد سے شادی کرنا غیر قانونی ہے۔ یہ قانون شادی کرانے والے شخص کیلئے بھی سزا تجویز کرتا ہے جسے بچے کی عمر معلوم ہو۔ یہ کیس سندھ کی عدالتوں میں زیر سماعت بے شمار کیسوں میں سے ایک ہے، اس کیس نے عورتوں بچیوں کیلئے منظور کئے گئے اہم قانون کو امتحان کیلئے پیش کر دیا ہے جو آمنہ کو تحفظ فراہم کرے گا۔ عورتوں کو تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ یہ قانون مجرم کیلئے سخت سزا بھی تجویز کرتا۔
>
> عورت فاؤنڈیشن سٹاف رپورٹ، کراچی

اس بات کا حوالہ ضروری ہے کہ حال ہی میں ایک اہم بل، 'دی ہندو میرج بل' جو پچھلے سال مشترکہ طور پر پیش کیا گیا تھا، اور اُسی طرح کا ایک بل اس سال حکومتی وزیر کی طرف سے پیش کیا گیا، اُس کا قومی اسمبلی جائزہ لے گی۔ یہ دو بل، ہندو مذہب کے مطابق اور پاکستان میں ہندو کمیونٹی میں شادی کی رجسٹریشن، طلاق اور اس حوالے سے پیدا ہونے والے مسائل بشمول بچوں کی تحویل/کفالت اور جائیداد کی منتقلی، کے حوالے سے اہم قوانین اور ضابطے تجویز کرتے ہیں۔ یہ قوانین شادی کی عمر کے حوالے سے بھی اہم پابندیوں کا مشورہ دیتے ہیں مثلاً شادی کیلئے کم سے کم عمر اٹھارہ سال ہونی چاہیے۔ پاکستان میں ہندو کمیونٹی کے حوالے سے اس بل پر دوبارہ بحث اور اہم گھریلو قوانین پر قانون سازی تعریف کے قابل ہے۔

اسی دوران سینٹ نے دو اہم غیر سرکاری بل منظور کیئے:

الف) 'دی اینٹی ریپ لاز (کریمنل لاز امنڈمنٹ) بل 2013'، جو کہ پاکستان پینل کوڈ کی زنا۔ مخالف (Anti Rape) شقوں کو مضبوط کرتا ہے؛ اور

ب) 'دی اینٹی آنر کلنگ لاز (کریمنل لاز امینڈمنٹ) بل، 2014'، جو کہ پاکستان پینل کوڈ میں غیرت کے نام پر قتل کی شقوں میں بنیادی خامیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

دونوں بل سینٹر سیدہ صغریٰ امام (پی پی پی) نے پیش کئے تھے، اور سینٹ میں طویل عرصے سے بحث اور منظوری کے منتظر تھے۔ دونوں بل 2 مارچ 2015 کو سینٹ سے متفقہ طور پر منظور ہو کر مزید جائزے اور منظوری کیلئے قومی اسمبلی کو بھیج دیئے گئے۔ جب سینٹ میں کوئی بل پیش اور منظور کیا جاتا ہے تو اسے قانون بنانے کیلئے لازمی طور پر قومی اسمبلی میں بھیجا جاتا ہے۔ اُسی دن۔ پی پی پی کے سینٹر فرحت اللہ بابر کی طرف سے پیش کیا گیا بل، 'دی ٹارچر، کسٹوڈیل ڈیتھ اور کسٹوڈیل ریپ (پریونشن اور پنشمنٹ) بل،

بقیہ اگلے صفحہ پر

دوسرے پارلیمانی سال 2014-2015 کے دوران عورتوں کے حقوق پر قانون سازی کا جائزہ

پارلیمان سے منظور کی گئی عورتوں کیلئے مخصوص قانون سازی (مارچ 2014۔مئی 2015)

پارلیمان (قومی اسمبلی اور سینٹ)

اس عرصے میں عورتوں سے مخصوص کوئی بل قانون نہ بن سکا، اگر چہ سینٹ نے اس عرصے میں اس طرح کے تین بل منظور کئے اور مزید غور کیلئے قومی اسمبلی کو بھجوا دیئے، جبکہ قومی اسمبلی نے دوسرے پارلیمانی سال کے دوران عورتوں سے مخصوص کوئی بل منظور نہیں کیا۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

قانون کا عنوان	پیش کرنے کی تاریخ	منظور ہونے کی تاریخ
دی پنجاب چائلڈ میرج ریسٹرینٹ (امینڈمنٹ) ایکٹ، 2015	06-03-2015	06-03-2015
دی پنجاب فیملی کورٹس (امینڈمنٹ) ایکٹ، 2015	06-03-2015	06-03-2015
دی پنجاب مسلم فیملی لاز (امینڈمنٹ) ایکٹ، 2015	06-03-2015	06-03-2015
دی پنجاب ڈس ایبلڈ پرسنز (ایمپلائمنٹ اینڈ ریگولیشن) آرڈیننس (امینڈمنٹ) بل، 2015	02-03-2015	05-05-2015
دی پنجاب سوشل پروٹیکشن اتھارٹی ایکٹ، 2015	12-02-2015	06-04-2015
دی پنجاب ساؤنڈ سسٹمز (ریگولیشن) ایکٹ، 2015	12-02-2015	06-03-2015
دی پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس، 2001	24-06-2014	24-10-2014
دی پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ، 2013	24-06-2014	13-01-2015
دی پنجاب فری اینڈ کمپلسری ایجوکیشن ایکٹ، 2014	16-05-2014	27-10-2014

صوبائی اسمبلی سندھ

قانون کا عنوان	پیش کرنے کی تاریخ	منظور ہونے کی تاریخ
دی پیپلز یونیورسٹی آف میڈیکل اینڈ ہیلتھ سائنسز فار ویمن، شہید بینظیر آباد (امینڈمنٹ) ایکٹ 2015	----	13-04-2015
دی سندھ ساؤنڈ سسٹمز (ریگولیشن) ایکٹ، 2015	----	10-04-2015
دی سندھ کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن بل، 2015	06-04-2015	13-04-2015
دی سندھ لوکل گورنمنٹ (امینڈمنٹ) ایکٹ، 2015	----	24-02-2015
دی سندھ لوکل گورنمنٹ (امینڈمنٹ) ایکٹ، 2014	----	20-10-2014

صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

قانون کا عنوان	پیش کرنے کی تاریخ	منظور ہونے کی تاریخ
دی خیبر پختونخوا بانڈڈ لیبر سسٹم (ابالشن) ایکٹ، 2015	06-04-2015	10-04-2015
دی خیبر پختونخوا سینسٹو اینڈ ولنرایبل اسٹیبلشمنٹ زاینڈ پلس ز (سکیورٹی) ایکٹ، 2015	06-01-2015	13-01-2015
دی خیبر پختونخوا پروٹیکشن آف بریسٹ۔فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن ایکٹ، 2015	09-01-2015	22-01-2015
دی خیبر پختونخوا ریگولیشن آف لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام اینڈ ایمپلائز (ریگولرائیزیشن اینڈ سینٹائزیشن) ایکٹ، 2014	24-06-2014	29-06-2014
دی خیبر پختونخوا اسینئر سٹیزن شپ ایکٹ، 2014	19-11-204	27-11-2014
دی خیبر پختونخوا پروٹیکشن آف کمیونل پراپرٹیز آف مینارٹیز ایکٹ، 2014	08-12-2014	15-12-2014

صوبائی اسمبلی بلوچستان

اس عرصے میں عورتوں سے مخصوص کوئی قانون منظور نہیں ہوا۔

بقیہ صفحہ 1 سے

2014'، سینٹ سے منظوری کے بعد مزید جائزے اور منظوری کے لئے قومی اسمبلی کو بھیج دیا گیا۔

صوبائی سطح پر عورتوں کے مسائل کے حل کیلئے مثبت قانون سازی کے حوالے سے، دوسرے پارلیمانی سال میں، پنجاب اسمبلی دوسرے صوبوں سے نمایاں طور پر آ گے ہے۔

خیبر پختونخوا اسمبلی نے بھی عورتوں کے حوالے سے اہم قوانین منظور کئے ہیں تاہم سندھ اسمبلی پچھلے سال کی نسبت عورتوں کے لئے کوئی مثبت قوانین نہیں لاسکی۔ بلوچستان اسمبلی نے اگرچہ پچھلے سال عورتوں کے حوالے سے تین قوانین کی منظوری دی تھی، مگر اس سال کوئی بل منظور نہیں کرسکی۔

بلوچستان کے علاوہ، باقی صوبائی حکومتیں عورتوں کے حوالے سے قانون سازی کیلئے متحرک رہیں مثلاً خیبر پختونخوا میں 'لیڈی ہیلتھ ورکرز' کیلئے قانون سازی کی گئی جو کہ عورتوں کی صحت کیلئے ضروری تھی۔ بچوں کو ماں کا دودھ پلانے کے حوالے سے منظور کیا گیا قانون نہ صرف بہت اہم ہے بلکہ زچہ بچہ دونوں کی صحت کیلئے ضروری ہے۔

پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا نے مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں اور اسی طرح انکے باقی غیر محفوظ مذہبی مقامات کی حفاظت کیلئے خاطر خواہ قانون سازی کی۔ پنجاب اسمبلی اس حوالے سے کچھ آگے رہی اور عوامی ضابطے کے حصول کیلئے 'دی پنجاب ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشنز) ایکٹ 2015'، کی منظوری دی جس کے تحت دہشت گردی پر اُکسانے کیلئے مخصوص ساؤنڈ سسٹم کے استعمال پر پابندی لگ گئی۔

پنجاب اسمبلی نے عورتوں کی بہتری کیلئے تین انتہائی اہم ترمیمی بل بھی منظور کئے جن میں: 'پنجاب چائلڈ میرج ریسٹرینٹ (امنڈمنٹ) ایکٹ، 2015'، 'دی پنجاب مسلم فیملی کورٹ ایکٹ 1964' میں ترمیم کرتے ہوئے، 'فیملی کورٹ (امنڈمنٹ) ایکٹ 2015'، کی منظوری (مزید تجزیے کیلئے صفحہ نمبر 4 دیکھیں)، اور 'دی مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961' میں ترمیم کرتے ہوئے 'پنجاب مسلم فیملی لاز (امنڈمنٹ) ایکٹ 2015'، کی منظوری شامل ہیں (مزید تجزیے کیلئے صفحہ نمبر 4 دیکھیں)۔ عورتوں پر تشدد کے خاتمے کیلئے ایک اور اہم بل 'پنجاب تشدد کیخلاف عورتوں کے تحفظ کا بل، 2015، اسمبلی سے منظوری کا منتظر ہے۔

سندھ اسمبلی میں مقامی حکومتوں کے قوانین میں کی گئی ترامیم عورتوں اور اقلیتوں کیلئے مخصوص نشستوں میں مزید باقاعدگی لے آئیں۔ ان ترامیم کے تحت لازم ہے کہ عورتوں، کسانوں، مزدوروں اور غیر مسلموں کیلئے مخصوص نشستوں کی فہرستیں سرکاری طور پر جمع کرائی جائیں۔ کسی رکن کی فوتگی، اسکے استعفیٰ یا نا اہلی کی صورت میں فہرست میں شامل اگلا نام مخصوص نشست کیلئے تصور کیا جائے گا۔

اگرچہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا اسمبلیوں نے پچھلے دو سالوں کے دوران عورتوں کے حوالے سے کچھ قوانین کی منظوری دی ہے مگران صوبوں میں ایسے قوانین کی کمی ایک ابھرتا ہوا رجحان ہے جسے بغور سمجھنا ضروری ہے۔ اسی طرح یہ بھی انتہائی تشویش کا باعث ہے کہ یہاں خواتین اراکین اسمبلی عورتوں کے حوالے سے مخصوص قوانین پیش نہیں کرتیں۔ ایسا کیوں ہے، ان وجوہات کو سمجھنا چاہیے۔

یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ اچھی اور بتدریج بڑھنے والی قانون سازی کیلئے وسائل کی ضرورت پڑتی ہے جیسے کہ تحقیق اور مسودے کی تیاری کیلئے مالی وسائل۔ فوری اور واضح قانون سازی کی حوصلہ افزائی کیلئے صوبائی اسمبلیوں اور قومی اسمبلی کے اراکین کو تکنیکی اور ہر طرح کی مدد مہیا کی جانی چاہیے۔ صوبائی اسمبلیوں میں قانونی مسودے کی تحقیق اور تیاری میں موجود نقائص پر نظر رکھنی چاہیے اور ان نقائص کو مالی وسائل، تکنیکی امداد، اور سماجی تنظیموں اور وفاقی حکومت کی حمایت کے ذریعے دور کیا جائے۔ ٹھوس قانون سازی کو صوبائی حکومتوں میں مرکزی اہمیت حاصل ہے۔

قانون سازی کے اقدامات کا جائزہ

قومی اسمبلی

قوانین: اس پارلیمانی سال کے دوران قومی اسمبلی میں عورتوں کیلئے مخصوص کوئی قانون منظور نہیں ہوا۔

حکومتی بل: حکومت نے تین نئے بل پیش کئے: 'دی ہندو میرج ایکٹ، 2015'، 'دی نیشنل کمیشن آن دی رائیٹس آف دی چائلڈ ایکٹ، 2015'، اور 'دی کریمنل لا (امنڈمنٹ) ایکٹ، 2015'، 'دی کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ بچوں پر تشدد اور انکی عریاں تصاویر بنانے کے خلاف پاکستان پینل کوڈ میں ترمیم تجویز کرتا ہے۔

پرائیویٹ ممبر بل: اس دوران چار پرائیویٹ ممبرز بل ز پیش کئے گئے: چار میں سے دو بل تو اقلیتوں کے حق رائے دہی اور زیر حراست عورتوں پر تشدد اور انکے ساتھ زنا جیسے مسائل سے متعلق ہیں جب کے دوسرے دو بل معذور افراد کیلئے روزگار کے خصوصی مواقع اور رعایتی تعلیمی اخراجات، اور عوامی اہمیت کی حامل عمارتوں اور پبلک ٹرانسپورٹ تک انکی رسائی سے متعلق ہیں۔

سینٹ

قوانین: سینٹ نے عورتوں کیلئے مخصوص تین بل منظور کئے، اور قومی اسمبلی کو بھیج دیے۔

حکومتی بل: عورتوں سے متعلق کوئی حکومتی بل سینٹ میں پیش نہیں کیا گیا۔

پرائیویٹ ممبر بل: سینٹ میں چھ پرائیویٹ ممبرز بل ز پیش کئے گئے جو زیر حراست عورتوں کے ساتھ زنا، اور پی پی سی میں عورتوں کے زنا اور کاروکاری سے متعلق دفعات میں ترامیم سے متعلق ہیں، جبکہ دوسرے دو اہم بل پاکستان میں عورتوں کو سائبر کرائم سے تحفظ دلانے سے متعلق ہیں۔

پنجاب

قوانین: پنجاب اسمبلی نے عورتوں سے متعلق دس قوانین منظور کئے۔ عورتوں سے براہ راست متعلقہ قوانین بچوں کی شادی کیخلاف سخت سزا، فیملی کورٹ کے قواعد میں ترامیم، اور ضلع کونسل میں عورتوں کیلئے مزید مخصوص نشستوں کی تجویز سے متعلق ہیں۔ انکے علاوہ کی گئی قانون سازی سر عام نفرت انگیز تقاریر کو

بقیہ صفحہ 3 پر

دوسرے پارلیمانی سال 2014-2015 کے دوران عورتوں کے حقوق پر قانون سازی کا جائزہ

بقیہ صفحہ 2 سے

روکنے اور اُن پر پابندی سے متعلق ہے کہ جن سے مذہبی تفریق کے بڑھنے اور عوامی انتشار پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔

حکومتی بل: پنجاب اسمبلی نے پانچ نئے بل پیش کئے 'دی فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور بل 2015' دراصل فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے طلباء، اور اساتذہ کی طرف سے کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دینے اور پنجاب میں عورتوں کیلئے مخصوص پہلی میڈیکل یونیورسٹی قائم کرنے کے دیرینہ مطالبے کی منظوری سے متعلق ہے۔'دی پنجاب لینڈ ریونیو (امنڈمنٹ) بل 2015'، عورتوں کو وراثت کے حق سے متعلق اہم ترامیم تجویز کرتا ہے۔

پرائیویٹ ممبر بل: پنجاب اسمبلی میں اس دوران صرف ایک پرائیویٹ ممبر بل 'دی چائلڈ میرج ریسٹرینٹ (امنڈمنٹ) بل 2015'، پیش کیا گیا جو بعد میں حکومتی بل میں ضم کئے جانے کے بعد قانون بن گیا۔

سندھ

قوانین: سندھ اسمبلی نے پانچ قوانین کی منظوری دی جن میں 'دی سندھ کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن ایکٹ 2015' بھی شامل تھا۔ یہ قانون سندھ میں عورتوں کے سماجی، معاشی، سیاسی اور قانونی حقوق کی ترقی اور حوصلہ افزائی کیلئے 'صوبائی کمیشن برائے وقار نسواں' کے قیام سے متعلق ہے۔

اسکے ساتھ ساتھ سندھ اسمبلی نے 'دی پیپلز یونیورسٹی آف میڈیکل اینڈ ہیلتھ سائنسز فار ویمن، شہید بینظیر آباد (امنڈمنٹ) ایکٹ 2015'، اور 'دی سندھ ساؤنڈ سسٹم (ریگولیشن) ایکٹ 2015' کی بھی منظوری دی۔ سندھ اسمبلی میں پیش کئے جانے والے بِلوں کے حوالے سے معلومات میسر نہیں ہیں۔

خیبر پختونخوا

قوانین: خیبر پختونخوا اسمبلی نے چھ اہم قوانین کی منظوری دی۔ ایک اہم قانون لیڈی ہیلتھ ورکرز کے روزگار کو باقاعدہ کرنے سے متعلق ہے۔ ایک اور اہم قانون ماؤں اور بچوں کی صحت کے تحفظ اور ترقی کیلئے ماں کا دودھ اور بچوں کی خوراک کو یقینی بنانے سے متعلق ہے۔

حکومتی بل: خیبر پختونخوا حکومت نے چار اہم بل پیش کئے۔ ان میں دوران زچگی عورتوں کیلئے سہولیات اور بچوں سے مشقت کی روک تھام کے بل عورتوں اور بچوں سے براہ راست متعلق ہیں ایک اور اہم قانون ہندو کمیونٹی کے حق جائیداد سے متعلق ہے۔

بلوچستان

قوانین: بلوچستان اسمبلی میں عورتوں کیلئے مخصوص کسی قانون کی منظوری یا اس حوالے سے پیش کئے گئے کسی بل کے متعلق معلومات میسر نہیں۔

مضمون نگار عورت فاؤنڈیشن میں منیجر لا اینڈ گورننس ہیں۔

اس مضمون کیلئے تکنیکی تعاون عورت فاؤنڈیشن کے وسیم واگھا، منیجر ریسورس سروسز نے کیا۔

پارلیمان میں عورتوں سے مخصوص پیش کی گئی/منظور کی گئی قانون سازی مارچ 2014۔مئی 2015

قومی اسمبلی

بل کا عنوان	حکومتی یا پرائیویٹ ممبر بل	پیش کرنے کی تاریخ	منظور ہونے کی تاریخ
دی نیشنل کمیشن آن دی رائٹس آف دی چائلڈ ایکٹ، 2015	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج	24-04-2015	موخر
دی ہندو میرج ایکٹ، 2015	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج	16-03-2015	موخر
دی ڈس ایبلڈ پرسنز (ایمپلائمنٹ) اینڈ ری ہیبلیٹیشن (امینڈمنٹ) ایکٹ، 2015	**پرائیویٹ ممبر بل:** صاحبزادہ طارق اللہ، صاحبزادہ محمد یعقوب، جناب شیر اکبر خان، محترمہ عائشہ سید	10-02-2015	موخر
دی سپیشل سٹیزنز بل، 2015	**پرائیویٹ ممبر بل:** محترمہ بیلم حسنین	13-01-2015	موخر
دی ٹارچر، کسٹوڈیل ڈیتھ اینڈ کسٹوڈیل ریپ (پریونشن اینڈ پنشمنٹ) ایکٹ، 2014	**پرائیویٹ ممبر بل:** محترمہ مائزہ حمید	28-10-2014	موخر
دی کانسٹیٹیوشن (امنڈمنٹ) بل، 2014 (اقلیتوں کے حقوق، آئین کی شق 51)	**پرائیویٹ ممبر بل:** ڈاکٹر رمیش کمار ونکوانی اور دیگر	21-10-2014	موخر
دی چائلڈ پروٹیکشن بل، 2014	**پرائیویٹ ممبر بل:** محترمہ ماروی میمن اور دیگر	06-05-2015	موخر
دی پروٹیکشن اگینسٹ ہیرسمنٹ آف ویمن ایٹ ورکپلیس (امنڈمنٹ) ایکٹ، 2014	**پرائیویٹ ممبر بل:** محترمہ عائشہ ناصر	06-05-2014	موخر

سینٹ

بل کا عنوان	حکومتی یا پرائیویٹ ممبر بل	پیش کرنے کی تاریخ	منظور ہونے کی تاریخ
دی ٹارچر اینڈ کسٹوڈیل ڈیتھ (پنشمنٹ) بل، 2014	**پرائیویٹ ممبر بل:** جناب فاروق حامد نائیک، ڈاکٹر عبدالقیوم سومرو	02-02-2015	سٹینڈنگ کمیٹی وزارت داخلہ کو بھیجا گیا
دی ٹارچر، کسٹوڈیل ڈیتھ اینڈ کسٹوڈیل ریپ (پریونشن اینڈ پنشمنٹ) ایکٹ، 2014	**پرائیویٹ ممبر بل:** جناب فرحت اللہ بابر	11-08-2014	02-03-2015 قومی اسمبلی کو بھیجا گیا
دی پروٹیکشن آف سائبر کرائم ایکٹ 2014	**پرائیویٹ ممبر بل:** جناب کریم احمد خواجہ	12-05-2014	سٹینڈنگ کمیٹی وزارت داخلہ کو بھیجا گیا
دی نیشنل سائبر سیکورٹی کونسل بل، 2014	**پرائیویٹ ممبر بل:** جناب مشاہد حسین سید	14-04-2014	سٹینڈنگ کمیٹی وزارت داخلہ کو بھیجا گیا
دی اینٹی۔آنر کلنگ لاز (کریمنٹ لاز امنڈمنٹ) بل، 2014	**پرائیویٹ ممبر بل:** سیدہ صغریٰ امام	24-02-2014	02-03-2015 قومی اسمبلی کو بھیجا گیا
اینٹی۔ریپ لاز (کریمنٹ لاز امنڈمنٹ) بل، 2013	**پرائیویٹ ممبر بل:** سیدہ صغریٰ امام	13-01-2014	02-03-2015 قومی اسمبلی کو بھیجا گیا

صوبائی اسمبلی پنجاب

بل کا عنوان	حکومتی یا پرائیویٹ ممبر بل	پیش کرنے کی تاریخ	منظور ہونے کی تاریخ
دی پنجاب پروٹیکشن آف ویمن اگینسٹ وائلنس بل، 2015	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	25-05-2015	سٹینڈنگ کمیٹی سوشل ویلفیئر اور بیت المال کو بھیجا گیا
دی پنجاب کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن (امنڈمنٹ) بل، 2015	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	25-05-2015	سٹینڈنگ کمیٹی جنڈر مین سٹریمنگ کو بھیجا گیا
دی پنجاب میٹرنٹی بینیفٹس (امنڈمنٹ) بل 2015	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج	22-05-2015	سٹینڈنگ کمیٹی لیبر اور ہیومن ریسورس کو بھیجا گیا
دی فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی لاہور بل، 2015	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج	27-03-2015	سٹینڈنگ کمیٹی ہیلتھ کو بھیجا گیا
دی پنجاب لینڈ ریونیو (امنڈمنٹ) بل، 2015 (بل نمبر 12، 2015)	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج	06-03-2015	06-03-2015
دی چائلڈ میرج ریسٹرینٹ (امنڈمنٹ) بل، 2015 (بل نمبر 11، 2015)	**پرائیویٹ ممبر بل:** میاں خرم جہانگیر وٹو	03-03-2015	بعد ازاں یہ بل حکومتی بل میں ضم ہو کر قانون بن گیا

صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

بل کا عنوان	حکومتی یا پرائیویٹ ممبر بل	پیش کرنے کی تاریخ	منظور ہونے کی تاریخ
دی خیبر پختونخوا پروہیبیشن آف ایمپلائمنٹ آف چلڈرن بل، 2015	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج	24-03-2015	منظور ہوا گورنر سے توثیق کا منتظر
دی خیبر پختونخوا شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ بل، 2015	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج	24-03-2015	منظور ہوا گورنر سے توثیق کا منتظر
دی خیبر پختونخوا میٹرنٹی بینیفٹس (امنڈمنٹ) بل 2015	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج	09-01-2015	منظور ہوا گورنر سے توثیق کا منتظر
دی خیبر پختونخوا ہندو ڈسپوزیشن آف پراپرٹی بل، 2014	**حکومتی بل:** منسٹر انچارج	23-10-2015	منظور ہوا گورنر سے توثیق کا منتظر

صوبائی اسمبلی سندھ

پیش کئے گئے بلوں کے حوالے سے کوئی ریکارڈ میسر نہیں

صوبائی اسمبلی بلوچستان

پیش کئے گئے بلوں کے حوالے سے کوئی ریکارڈ میسر نہیں

دی پنجاب فیملی کورٹس (ترمیمی) ایکٹ، 2015

(فیملی کورٹس ایکٹ، 1964 میں ترمیم کرتے ہوئے)

از: بینظیر جتوئی

پنجاب اسمبلی نے 24 مارچ 2015 کو 'دی پنجاب فیملی کورٹس (ترمیمی) ایکٹ 2015' منظور کیا۔ اگرچہ یہ قانون 1964 کے فیملی کورٹ ایکٹ میں ترامیم سے بنا مگر پھر بھی اس قانون کو عموماً 'فیملی کورٹس ایکٹ 1964' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

یہاں 2015 کے ترمیمی قانون میں 21 تبدیلیاں کی گئی ہیں، اور یہ تبدیلیاں عملی اور مخصوص نوعیت کی ہیں۔ 'دی پنجاب فیملی کورٹس (ترمیمی) ایکٹ 2015 (2015 XI)' کے مکمل متن کو دیکھنے کیلئے عورت فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ www.af.org.pk دیکھیں۔

2015 کے ترمیمی قانون کی نمایاں خصوصیات جو مخصوص نوعیت کی ہیں، درج ذیل ہیں:

یہ قانون پورے پنجاب میں رائج ہوگا۔

تنسیخِ نکاح

کیس کے قبل از سماعت سے پہلے مرحلے میں فیملی کورٹ دونوں فریقوں کے درمیان تنازع کو جانچے گی اور فریقین میں راضی نامے کی کوشش کرے گی۔ اگر فریقین کے درمیان راضی نامہ ممکن نہ ہو سکے تو فیملی کورٹ کو چاہیے کہ وہ تنازعے کے بنیادی نکات کا خاکہ تیار کرے اور دونوں فریقوں کے بیان اور شواہد ریکارڈ کرے۔

راضی نامے کی کوشش ناکام ہونے کی صورت میں عدالت فوری طور پر تنسیخِ نکاح کا فیصلہ سنائے گی۔

اگر تنسیخِ نکاح 'خُلع' کے ذریعے ہوتی ہے تو اُس صورت میں عدالت بیوی سے کہے گی کہ وہ حق مہر کے حوالے سے مندرجہ ذیل باتوں کا فیصلہ کرے:

- اپنے واجب الادا حق مہر کا 50 فی صد حصہ چھوڑ دے؛ یا
- بروقت ادا کئے گئے مہر معجّل کا 25 فی صد شوہر کو واپس کرے۔

اگر تنسیخِ نکاح کا حکم دیا جاتا ہے (مگر 'خلع' کے ذریعے نہیں)، تو اُس صورت میں عدالت شوہر سے کہے گی کہ واجب الادا حق مہر پورا یا اُس کا کچھ حصہ بیوی کو ادا کرے۔ (سیکشن 10۔ پری ٹرائل پروسیڈنگ)۔

جب فیملی کورٹ کسی مسلم میرج کی تنسیخ کا فیصلہ سناتی ہے تو خود کورٹ پر لازم ہے کہ وہ فی الفور، تین دن کے اندر اندر، اس فیصلے کی اطلاع ثالثی کونسل کے چیئرمین کو اس فیصلے کی ایک مُصدقہ کاپی کے ذریعے دے۔

ثالثی کونسل وہ جگہ ہے جہاں شادیوں کا اندراج ہوتا ہے)۔ چیئرمین کو چاہیے کہ وہ 'دی مسلم فیملی لا آرڈیننس 1961' کے تحت کاروائی کرے کہ اُسے اس طلاق کی اطلاع مل چکی ہے۔ (سیکشن 21B اینٹی میشن ٹو آربیٹریشن کونسل)۔

نان نفقہ

نان نفقے کیلئے دی گئی درخواست کے بعد، مدعہ علیہ (یہاں مدعہ علیہ سے مطلب شوہر) کی پہلی حاضری کے موقع پر فیملی کورٹ بیوی یا بچے کے نان نفقے کیلئے عبوری ماہانہ رقم مقرر کرے گی۔

اگر شوہر نان نفقے کی رقم ہر مہینے کی 14 تاریخ تک ادا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو پھر کورٹ مدعہ علیہ کی طرف سے مہیا کئے گئے دفاع کو ختم کر دے گی۔

استغاثہ میں جمع کرائے گئے۔ تمام شواہد اور تحریری ثبوت کو مدنظر رکھتے ہوئے نان نفقے کی رقم کا فیصلہ کرے گی۔ اگر نان نفقے کی رقم ہر مہینے کی چودہ تاریخ تک ادا نہیں کی جاتی تو پھر کورٹ مدعہ علیہ کی طرف سے مہیا کئے گئے دفاع کو ختم کر دے گی۔

اس بات کا فیصلہ کرتے وقت کہ نان نفقے کی مد میں کتنی رقم ادا کی جانی چاہیے، کورٹ 'مدعا علیہ کی جائیداد اور اثاثے کے تخمینہ کیلئے ضروری کاغذ کی فراہمی کیلئے کسی بھی متعلقہ تنظیم یا ادارے کو لکھ سکتی ہے۔ کورٹ اپنے فیصلے میں:

الف) وقت اور دوسرے متعلقہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے، استغاثہ میں دی گئی نان نفقے کی رقم سے زیادہ رقم مقرر کر سکتی ہے۔

ب) نان نفقے کی رقم میں سالانہ اضافہ مقرر کر سکتی ہے۔ اگر کورٹ سالانہ اضافہ مقرر نہیں کرتی تو اس صورت میں نان نفقے میں 10 فیصد اضافہ خود بخود ہو جائے گا۔ (سیکشن۔17A، سوٹ فار مینٹینس)

مُدعا علیہ، عدالتی طلبی اور شہادت سے متعلق عدالتی طریقہ کار

عدالت مدعہ علیہ کو اسکے خلاف درج کئے گئے کیس کے بارے اطلاع دیتی ہے۔ مُدعا علیہ پر لازم ہے کہ وہ عدالت کی طرف سے دی گئی تاریخ پر اپنا بیان حلفی جمع کرائے۔

اگر مدعہ علیہ عدالت کے سامنے اپنا بیان حلفی جمع نہیں کراتا تو عدالت بیان حلفی جمع نہ کرانے کی وجوہات پر غور کرتی ہے اور اگلے پندرہ دن کے اندر اندر کوئی دوسری تاریخ مقرر کرتی ہے۔

اگر مدعہ علیہ اگلی تاریخ پر بھی عدالت کے سامنے حاضر نہیں ہوتا تو عدالت کے پاس اختیار ہے کہ وہ اسکا دفاع خارج کر دے، اور استغاثہ اور متعلقہ قانون پر غور کے بعد فیصلہ جاری کرے۔

(سیکشن 8 اور 9 انٹی میشن ٹو ڈفنڈینٹ اینڈ رِٹن سٹیٹمنٹ)۔

عدالت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ گواہی کیلئے کسی بھی گواہ کو عدالت طلبی کا نوٹس بھیجے۔ اگر کوئی گواہ عدالت طلبی کے نوٹس کی حکم عدولی کرتا/کرتی ہے اور عدالت کے سامنے حاضر نہیں ہوتا/ہوتی، تو انہیں اپنی صفائی کا ایک موقع دینے کے بعد مبلغ 5000 روپے جرمانہ کر سکتی ہے۔

(سیکشن 15 پاور آف دی فیملی کورٹ ٹو سمن وِٹنس)۔

فیملی کورٹ کا دائرہ اختیار اور اثر

'مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961'، اور 'دی چائلڈ میرج ریسٹرنیٹ ایکٹ 1929' کے تحت معاملات کو نمٹاتے وقت فیملی کورٹ کو جوڈیشل مجسٹریٹ درجہ اول کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ فیملی کورٹ کسی یونین کونسل، ثالثی کونسل یا متاثرہ فریق کی شکایات کا نوٹس لے سکتی ہے، سوائے توہین عدالت کے کیسوں کا۔ (سیکشن 20۔ فیملی کورٹ ایز جوڈیشل مجسٹریٹ)۔

فیملی کورٹ کے دائرہ اختیار میں ہے کہ وہ بیوی اور اُسکے ساتھ رہنے والے بچے کی ذاتی جائیداد اور اشیاء کے بارے میں اور نکاح نامہ سے متعلق اُٹھنے والے معاملات کی سماعت کر سکتی ہے۔

عائلی قانون میں سابقہ ترامیم نے پہلے سے فیملی کورٹ کو تنسیخ نکاح، جہیز، حق مہر، نان نفقہ، ازدواجی حقوق کی بحالی، بچوں کی تحویل اور ملاقات، سرپرستی اور ازدواجیت کے جھوٹے ادعا جیسے معاملات کے بارے میں اختیار دے دیا ہے۔ [دی شیڈول، پارٹ 1 (سیکشن 5 جو رسڈکشن)]۔

فیملی کورٹ کے فیصلوں کیخلاف ہائی کورٹ میں درخواست دی جا سکتی ہے، سوائے اُن معاملات کے جہاں:

الف) جہیز ایک لاکھ سے کم ہو؛

ب) ماہانہ نان نفقہ 5000 روپے یا اس سے کم ہو (سیکشن 14۔ اپیلز)۔

دی مسلم فیملی لاز (ترمیمی) ایکٹ، 2015

(دی مسلم فیملی لاز آرڈیننس، 1961 میں ترمیم کرتے ہوئے)

پنجاب اسمبلی نے 'دی مسلم فیملی لاز (ترمیمی) ایکٹ 2015'، 23 مارچ 2015 کو منظور کیا تھا۔ تاہم یہ قانون عموماً 'دی مسلم فیملی لاز (امنڈمنٹ) ایکٹ 1961'، کے نام سے ہی جانا جاتا ہے۔ یہ 2015 کا ترمیمی قانون 1961 کے قانون میں طریقہ کار اور حقیقی دونوں قسم کی جو تبدیلیاں کرتا ہے اُن کی تعداد آٹھ ہے۔ اگر آپ 'دی مسلم فیملی لاز (امنڈمنٹ) ایکٹ 2015 (2015 کا تیرہواں)' کا مکمل متن دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے عورت فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ www.af.org.pk پر دیئے گئے لنک 'Important Legislation and Judgments' دیکھیں۔

ترمیمی قانون 2015 کے نمایاں خدوخال، جو کہ ٹھوس نوعیت کے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

یہ قانون پورے پنجاب میں نافذ ہوگا۔

شادی اور نکاح کا اندراج

یونین کونسل ایک یا ایک سے زیادہ اشخاص کو نکاح رجسٹرار ہونے کا لائسنس جاری کر سکتی ہے (سیکشن 5(2)۔ رجسٹریشن آف میرج)۔

نکاح پڑھانے والے کی ذمہ داری ہے کہ دلہا اور دلہن سے مخصوص سوالات کا جواب لیکر نکاح نامے میں موجود تمام سوالیہ خانے دُرستگی سے پُر کرے۔ (سیکشن 6 (2اے)۔ کثرتِ ازدواج)۔

اگر نکاح پڑھانے والا فرد اوپر دی گئی شق پوری نہیں کرتا (اور نکاح نامے میں دیئے گئے سوالات کو صحیح طریقے سے پُر نہیں کرتا)، اسے ایک ماہ قید اور 25000 روپے جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے۔ (سیکشن 6(4) (I)۔ کثرتِ ازدواج)۔

کثرتِ ازدواج

شوہر پر لازم ہے کہ وہ دوسری شادی کیلئے اجازت کی درخواست دائر کرے۔ اس سے پہلے کہ ثالثی کونسل کی طرف سے فیصلہ آئے دونوں فریق اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کیلئے اپنا اپنا نمائندہ نامزد کریں۔ ترمیمی قانون 2015 کے مطابق اگر کوئی فرد اوپر دی گئی شق پر عمل نہیں کرتا تو اسے تین ماہ قید اور ایک لاکھ جرمانے کی سزا سنائی جا سکتی ہے۔ (سیکشن 6(4) (ii)۔ کثرتِ ازدواج)

اگر کوئی فرد ثالثی کونسل کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرتا ہے تو پہلے سے واجب حق مہر کی مکمل ادائیگی کے علاوہ اسے ایک سال تک کی سزا اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ بھی ہو سکتا ہے۔ [سیکشن 6 (5)(ب)]۔

بچے کیلئے نان نفقہ

ایسے حالات میں جہاں باپ بچے کی پرورش میں ناکام رہتا ہے تو بچے کی ماں یا نانی ثالثی کونسل کو درخواست دے سکتی ہے کہ وہ ایک سٹرٹیفکیٹ جاری کرے جس میں درج ہو کہ بچے کی دیکھ بھال کیلئے باپ ہر مہینے اتنی رقم مہیا کرے گا [سیکشن 9 (1اے) مینٹینس]۔

از: بینظیر جتوئی

لوئر دیر کے ضمنی انتخاب میں عورتوں کو حق رائے دہی سے محروم کرنے کیخلاف الیکشن کمیشن کا تاریخی فیصلہ

از: وسیم احمد شاہ

سول سوسائٹی کے کارکنوں اور عورتوں کے سیاسی حقوق کیلئے سرگرم تنظیموں کی طویل اور کٹھن جدوجہد بلا آخر رنگ لائی جب 2 جون 2015 کو الیکشن کمیشن پاکستان نے ایک تاریخی فیصلہ سُنایا۔

ملکی تاریخ میں پہلی بار الیکشن کمیشن نے کسی حلقے میں انتخاب کو اس بنیاد پر منسوخ کر دیا کہ وہاں عورتوں کو ووٹ ڈالنے کے حق سے محروم کر دیا گیا تھا۔ عورتوں کو حق رائے دہی سے محروم رکھے جانے کا مسئلہ انسانی حقوق کے اداروں اور سماجی کارکنوں کیلئے ہمیشہ انتہائی تشویش کا باعث رہا ہے، اور اسی لئے الیکشن کمیشن کے فیصلے کو بے پناہ سراہا گیا۔

صوبائی اسمبلی کے حلقہ پی کے 95، لوئر دیر کے، 7 مئی 2015 کو ہونیوالے ضمنی انتخاب میں سات امیداروں نے حصہ لیا۔ ان سات امیداروں میں سے اصل مقابلہ جماعت اسلامی کے امیدوار اعزاز الملک اور عوامی نیشنل پارٹی کے حاجی بہادر خان کے درمیان تھا۔ متعلقہ ریٹرننگ آفیسر نے 9 مئی 2015 کے دن اعزاز الملک کو کامیاب قرار دیدیا جس نے حاجی بہادر خان کے 16439 ووٹوں کے مقابلے میں 20288 ووٹ حاصل کئے۔ اس حلقے میں درج شدہ کُل ووٹوں کی تعداد 140743 تھی جن میں سے عورتوں کے ووٹوں کی تعداد 53817 تھی۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں سامنے آنے والی خبروں کے مطابق عورتوں کی کل آبادی، اور عورتوں کے لئے مخصوص 85 پولنگ سٹیشنوں میں ایک بھی ووٹ نہیں پڑا۔

الیکشن کمیشن نے عورتوں کی اس حق رائے دہی سے محرومی کا ازخود نوٹس لیا، اور 8 مئی 2015 کو خیبر پختونخوا کے چیف سیکرٹری، ضلعی ریٹرنگ آفیسر پی کے 95، اور تمام امیدواروں کو نوٹس جاری کیا کہ وہ اُن حالات اور وجوہات کی وضاحت کریں جن کے تحت اس حلقے میں عورتوں کو انکے حق رائے دہی سے محروم رکھا گیا۔

اس کے نتیجے میں، عورتوں کو انتخابی عمل میں حصہ لینے سے روکنے کے غیر آئینی اقدام کے خلاف اسلام آباد، پشاور، اور دوسرے شہروں میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ متعدد افراد اور تنظیموں نے الیکشن کمیشن میں درخواستیں جمع کرائیں کہ وہ اس ضمنی انتخاب کو منسوخ کرے اور اس حلقے میں دوبارہ انتخاب کرائے۔ پُرانی گواہی پر چیف الیکشن کمشنر جسٹس (ریٹائرڈ) سردار محمد رضا خان، جسٹس (ریٹائرڈ) محمد روشن عیسانی، جسٹس (ریٹائرڈ) ریاض کیانی، جسٹس (ریٹائرڈ) شہزاد اکبر خان اور جسٹس (ریٹائرڈ) فضل الرحمان پر مشتمل کمیشن نے اس مسئلے پر تفصیل سے غور کیا اور شہادتوں کا معائنہ کیا۔ کمیشن نے انتخابی امیدواروں اور کچھ افراد کی رائے بھی سُنی۔

الیکشن کمیشن نے جن گواہوں کی گواہی کا جائزہ لیا ان میں عورت فاؤنڈیشن خیبر پختونخوا کی سربراہ محترمہ شبینہ ایاز، قومی کمیشن برائے وقار نسواں کی چیئر پرسن محترمہ خاور ممتاز، اے این پی کی سابقہ ممبر قومی اسمبلی محترمہ بشریٰ گوہر، انسانی حقوق کی سرگرم کارکن محترمہ طاہرہ عبداللہ اور محترمہ شاد بیگم، ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ پاکستان کے علاقائی سربراہ جناب سکندر زمان، اور جماعت اسلامی کی رکن قومی اسمبلی محترمہ عائشہ سعید شامل تھیں۔ سوائے محترمہ عائشہ سعید کے، باقی گواہوں نے 53817 عورتوں کو حق رائے دہی سے محروم کرنے کی بات کرتے ہوئے اس کی مذمت کی۔ محترمہ عائشہ سعید نے دعویٰ کیا کہ عورتوں نے اپنی مرضی کے مطابق ووٹ نہیں ڈالے۔

الیکشن کمیشن کی طرف سے کیس کی سماعت کے دوران خواتین درخواست گزاروں نے جوش اور عزم کے ساتھ اس کیس کی پیروی کی۔ عورت فاؤنڈیشن کے تحقیقی مشن کی طرف سے جمع کی گئی معلومات اور ثبوت اکٹھے کرنے کیلئے شبینہ ایاز کی طرف سے لوئر دیر کے جرآت مندانہ دورے نے اس کیس کی کامیابی کو یقینی بنایا۔ سینئر ایڈووکیٹ محسن اختر کیانی، جو عورت فاؤنڈیشن کی طرف سے پیش ہوئے، نے مضبوط دلائل دیئے کہ آئین میں دیئے گئے عورتوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ اس تسلیم شدہ حقیقت کی بنیاد پر کہ عورتوں کو مکمل طور پر ووٹ ڈالنے سے روک دیا گیا، الیکشن کمیشن کو بادی النظر میں اس کیس کے حوالے سے فیصلہ کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس کیس میں مزید کسی گواہی کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے اپنی دلیل کے حق میں کئی قانونی حوالے دیئے اور ثابت کرنے کی کوشش کی یہ انتخابی جھگڑا نہیں بلکہ قومی اہمیت کا حامل ایک آئینی معاملہ ہے۔ الیکشن کمیشن نے فیصلہ سناتے ہوئے عورتوں کو ووٹ ڈالنے سے روکنے کی وجوہات پر بحث نہیں کی بلکہ انہوں نے عورتوں کو حق رائے دہی سے محروم کئے جانے کے اس واقعہ پر تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا، ''یہ بات سب پر واضع کی جاتی ہے کہ اس وقت کمیشن عورتوں کی حق رائے دہی سے محرومی کے واقعے میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے بہ نسبت یہ جاننے کے کس نے اس سلسلے میں نامناسب دباؤ ڈالا۔ ہمارے سامنے صرف دو امکانات ہیں۔ کیا عورتوں نے اپنی مرضی سے ووٹ نہیں ڈالے یا انکو بیرونی، سماجی عناصر نے، وہ جو بھی تھے، ووٹ ڈالنے سے روکا''۔

الیکشن کمیشن نے صادر فرمایا کہ عورتوں کے ووٹ کی کل تعداد 53817 تھی (تقریباً 54000) جو کہ حلقے میں کل ووٹوں کا 38 سے 39 فیصد بنتا ہے جبکہ ایک بھی ووٹ نہیں ڈالا گیا۔ کمیشن کے مطابق کہیں بھی لڑا جانیوالا انتخاب اس طرح نہیں ہوسکتا کہ 38/39 فیصد ووٹرز، وہ بھی تمام عورتوں، کو ووٹ ڈالنے کے آئینی اور بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا ہو۔

الیکشن کمیشن نے فرمایا، ''معمولی سی دانائی رکھنے والے شخص کے ذہن میں بھی یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ ایک پسماندہ علاقے میں جہاں 50x30 کلومیٹر کے رقبے میں رابطوں کے وسیلے کی کمی ہے، وہاں 54000 عورتیں ایک ہی سوچ رکھتی ہوں۔ ہمارے لئے یہ ممکن نہیں لگتا کہ لوئر دیر میں 54000 عورتیں ایک طرح سوچتی ہیں۔ اتفاقات بار بار نہیں ہوتے اور جو بار بار ہوتے ہیں وہ اتفاقات نہیں ہوسکتے۔''

الیکشن کمیشن نے مزید فرمایا کہ مضبوط اور ناقابل تردید مفروضہ یہی ہے کہ مردوں نے یکجا ہو کر عورتوں کو اُنکے حق رائے دہی سے محروم کر دیا۔ ''اشراق یا ذہنی تعلق، انسانی ذہن کی ایک مخصوص حالت ہوتی ہے۔ مگر یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ یہ حالت 54000 بالغ افراد کے درمیان پیدا نہیں ہوسکتی جو مختلف سوچ رکھتے ہوں۔ اگر کسی پولنگ سٹیشن میں دس عورتیں ووٹ نہیں ڈالتیں اور دعویٰ کرتی ہیں کہ ایسا انہوں نے اپنی مرضی سے کیا ہے، تو یہ دلیل ایک عام ذہن رکھنے والے فرد کو تو قبول ہوسکتی ہے مگر ایک مُدلل اور اس حوالے سے عدالتی سوچ رکھنے والا فرد اس بات کو قبول نہیں کرسکتا/سکتی کہ 54000 عورتیں، بغیر کسی بیرونی طاقت یا دباؤ کے، ووٹ نہ ڈالنے کا فیصلہ کرتی ہوں۔ ہم اس کیس کا سخت عدالتی نوٹس لیتے ہیں کہ حلقے کے مردوں نے عورتوں کو حق رائے دہی سے روکا۔''

الیکشن کمیشن نے مزید تفصیل میں جاتے ہوئے پی ایل ڈی 1966 کراچی 312 کو تسلیم نہیں کیا جس میں لکھا گیا تھا کہ انتخابی امیدواروں کے درمیان عورتوں کو ووٹ سے روکنے کا معاہدہ نامناسب غیر آئینی دباؤ کی زد میں نہیں آتا۔ ''ہم بصد تعظیم اس نقطہ نظر کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ عورتوں کا ووٹ ڈالنا انکا بنیادی حق ہے اور مرد اس حوالے سے کسی بھی یک جہتی سمجھوتے کا حصہ نہیں بن سکتے، جو عورتوں پر دباؤ ڈالے۔ یہ یقیناً غیر مناسب دباؤ ہوگا۔ ہم اصولی طور پر عورتوں کے ووٹ کے حق کے حوالے سے مردوں کے کسی بھی معاہدے کا حصہ نہیں بن سکتے''، الیکشن کمیشن نے مزید کہا۔

الیکشن کمیشن کے فیصلے کی اہمیت: ملک کے کچھ حصوں، بالخصوص خیبر پختونخوا میں عام انتخابات اور مقامی حکومتوں کے انتخابات میں عورتوں کی حق رائے دہی سے محرومی ہمیشہ لمحہ فکر یہ رہا ہے۔

سیاسی عمل میں عورتوں کی شمولیت سول سوسائٹی کیلئے ہمیشہ سے ہی ایک اہم مسئلہ رہا ہے کیونکہ عورتوں کی سیاسی عمل میں ترقی کی مخالف قوتیں سیاسی جمود پیدا کرنے میں ہمیشہ متحرک رہی ہیں۔ سیاسی مفاد کے حامل گروہ اور افراد عام انتخابات اور مقامی حکومتوں کے انتخابات میں عورتوں کی شمولیت اور عورتوں کے ووٹ ڈالنے کے حق کے خلاف تنازعات کھڑے کرنے کے طریقے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔

سیاسی مفاد رکھنے والے یہ گروہ یا پارٹیاں عورتوں کی سیاسی عمل میں شمولیت کو روکنے کیلئے اکثر مذہب اور رسم و رواج کا سہارا لیتی ہیں۔ سات مئی 2015 کو پی کے۔95 کے ضمنی انتخاب میں 54000 عورتوں کو اُنکے حق رائے دہی سے محروم کرنا اسی سوچ کی غمازی کرتا ہے جو عورتوں کو انکے سماجی اور سیاسی حقوق سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔

اسی طرح کے رجحانات وقتاً فوقتاً عام انتخابات اور مقامی حکومتوں کے انتخابات میں سامنے آتے رہتے ہیں۔ ماضی میں عورتوں کو ووٹ ڈالنے کے حق سے محروم کرنے کیلئے تحریری معاہدے کئے جاتے تھے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، قانونی کاروائی سے بچنے کیلئے، زبانی کلامی معاہدوں تک بات آ پہنچی ہے۔

2013 کے ضمنی انتخاب میں بھی اسی طرح کا معاملہ پیش آیا جہاں پشاور ہائی کورٹ نے حلقہ این اے 45 نوشہرہ اور این اے 25 لکی مروت میں عورتوں کو ووٹ ڈالنے سے روکنے کا نوٹس لیا۔ اگست 26، 2013 کو، پشاور ہائی کورٹ کے دو رُکنی بنچ نے ان پولنگ سٹیشنز میں دوبارہ ووٹنگ کا فیصلہ دیا جہاں عورتوں کو ووٹ ڈالنے سے محروم کر دیا یا جہاں عورتوں کے ووٹوں کی تعداد انتہائی کم رہی۔ تاہم پاکستان سپریم کورٹ نے 17 ستمبر 2013 کو ہائی کورٹ کے فیصلے کو غیر اہم قرار دیتے ہوئے قومی اسمبلی کے اس وقت تک کامیاب اراکین کے حق میں کامیابی کا فیصلہ دے دیا۔

سن 2001 میں عورت فاؤنڈیشن نے ضلع صوابی کے چند حلقوں میں عورتوں کو حق رائے دہی سے محروم کرنے کے خلاف درخواست جمع کرائی۔ اُس درخواست میں دعویٰ کیا گیا کہ عورتوں کو مختلف جبری طریقوں سے ووٹ ڈالنے سے روک دیا گیا جن میں انتخاب لڑنے والے امیدواروں کے درمیان معاہدہ بھی شامل تھا۔ درخواست گزاروں نے پشاور ہائی کورٹ کو درخواست کی کہ وہ اُن حلقوں کے نتائج منسوخ کرے۔

ہائی کورٹ کے دو اراکین پر مشتمل بنچ نے 17 مئی 2004 کو درخواست پر فیصلہ دیا اور چار درخواستوں کو تکنیکی بنیادوں پر خارج کر دیا، مگر ساتھ ساتھ یہ بات بھی لکھ دی کہ عورتوں کو ووٹ ڈالنے سے روکنا غیر آئینی ہے۔ بنچ نے اپنے فیصلے میں چند اہم مشاہدات کا ذکر بھی کیا کہ آئین کے آرٹیکل 17(2) کے مطابق ہر شہری کو سیاست میں شمولیت کا حق حاصل ہے اور ہر شہری کو ووٹ ڈالنے کا حق ہے چاہے وہ کسی بھی جنس سے تعلق رکھتا ہوں۔

عورتوں کی حق رائے دہی سے محرومی کی تاریخ کو دیکھتے ہوئے الیکشن کمیشن کا 2 جون 2015 کا فیصلہ تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ انتخاب کو منسوخ کرنا ایک واضح اشارہ ہے کہ عورتوں کا ووٹ کا حق ایک آئینی اور قانونی حق ہے جس کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

قانون سازی پر نظر

'قانون سازی پر نظر' عورت پبلیکیشن اینڈ انفارمیشن سروس فاؤنڈیشن کے 'آواز اور جوابدہی' پروگرام کی ریسورس سروس کی طرف سے اسلام آباد سے تیار کیا جاتا ہے۔

مجلس ادارت

ملیحہ ضیاء، بینظیر جتوئی، وسیم واگھا

لے آئوٹ ڈیزائن

شہزاد اشرف

آپکے خطوط، آراء اور تحریریں باعث خوشی ہونگی۔ رابطہ کیلئے:

عورت فاؤنڈیشن، مکان نمبر 16، اتاترک ایوینیو، (پرانا ایمبیسی روڈ)، G-6/4، اسلام آباد،

فون نمبر: 051-2831350-52، فیکس نمبر: 051-2831349

ویب سائٹ: www.af.org.pk

اظہار لاتعلقی

عورت فاؤنڈیشن اپنے دائرہ کار سے متعلق اُبھرتے ہوئے بحث و مباحث کو پیش کرتی ہے۔ ان صفحات پر پیش کئے جانے والے نقطہ ہائے مضمون نگار کے خیالات کی عکاسی کرتے ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ ادارہ کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوں۔

اقوام متحدہ کے کمیشن برائے خواتین کی طرف سے بیجنگ اعلامیہ کے 20 سالوں کا جائزہ

اے ایف سٹاف رپورٹ

اقوام متحدہ کے کمیشن برائے خواتین کا 59واں اجلاس اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر نیویارک میں 9 تا 20 مارچ 2015 کو ہوا۔ رُکن ریاستوں کے اراکین، اقوام متحدہ کے اداروں اور پوری دنیا سے ECOSOC سے تسلیم شدہ غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ کمیشن برائے وقارنسواں کے اجلاس کی مرکزی توجہ کا مرکز 'بیجنگ اعلامیہ اور عمل کیلئے پلیٹ فارم'، اس پر عملدرآمد میں حائل دشواریوں، صنفی برابری کے حوالے سے کامیابیوں اور عورتوں کی ترقی پر تھا۔ کمیشن نے بیجنگ اعلامیہ اور عمل کیلئے پلیٹ فارم کا، 1995 میں عورتوں کے حوالے سے چھوتھی عالمی کانفرنس میں اپنائے جانے کے بعد سے اب تک، بیس سالوں کے دوران اس پر عملدرآمد کے حوالے سے پیش رفت کا جائزہ لیا۔

بیجنگ+20 جائزے میں اقوام متحدہ کے 23ویں خصوصی اجلاس کے نتائج اور بیجنگ پلیٹ فارم کی منظوری کے بعد پہلے پانچ سالوں کا جائزہ شامل تھے۔ کمیشن کے اجلاس میں 2015 کے ترقیاتی ایجنڈے کے بعد صنفی برابری کے حصول کے مواقع اور عورتوں کی ترقی کے موضوع بھی شامل تھے۔ کمیشن برائے وقارنسواں کا 59واں اجلاس 'بیجنگ اعلامیے اور عمل کیلئے پلیٹ فارم' کی 20ویں سالگرہ ثابت ہوا جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد، گروپوں، تنظیموں اور دنیا کے مختلف حصوں سے آنیوالے وفود نے شرکت کی، اور اس سال 1100 این جی اوز اور 8600 نمائندوں نے شمولیت کا ریکارڈ قائم کیا۔

کمیشن کا 59واں اجلاس دوطرح کے پروگراموں پر مشتمل تھا: ایک جس میں اقوام متحدہ کے مستقل مشنز اور اداروں نے اپنے ملکوں اور عورتوں کے حقوق کی صورت حال پر بات کی، اور دوسرے پروگرام میں مختلف ممالک کی این جی اوز نے اپنے سیمینار وغیرہ منعقد کئے۔ حکومتی اجلاس عام داخلوں تک محدود رہے جس میں صرف حکومتی اراکین اور اقوام متحدہ کے اراکین کو شمولیت کی دعوت تھی۔ حکومتی اجلاسوں کی نسبت این جی اوز کے پروگراموں میں شمولیت کھلی عام تھی تاہم، شرکاء کی بے پناہ تعداد کی وجہ سے صرف اُن افراد کو اجلاس میں شرکت کی اجازت ملی جو اُن خاص اجلاسوں کیلئے رجسٹریشن کرا چکے تھے۔

پاکستان کی نمائندگی دو وفود نے کی، ایک حکومتی وفد جبکہ دوسرا وفد سول سوسائٹی کی تنظیموں پر مشتمل تھا۔ یو این سی ایس ڈبلیو کے 59ویں اجلاس میں حصہ لینے والا حکومتی وفد وزیراعظم کے ایڈوائزر بیرسٹر ظفر اللہ خان، قومی کمیشن برائے وقارنسواں کی چیئرپرسن خاور ممتاز، صوبائی کمیشن برائے وقارنسواں، خیبر پختونخوا نیلم طورو اور وزارت قانون، انصاف اور انسانی حقوق کے ڈپٹی سیکرٹری شہزاد احمد پر مشتمل تھا۔

این جی اوز کے وفد میں عورت فاؤنڈیشن کی طرف سے چار نمائندے پروفیسر فرخندہ اورنگزیب، عاصم ملک، ربیعہ ہادی اور ممتاز مغل، یو این ایف پی اے کی طرف سے نبیلہ ملک، روزن کی طرف سے صالحہ رامے، شرکت گاہ کی طرف سے تابندہ سروش، اسر کی طرف سے نگہت سعید خان اور آہن کی طرف سے عائشہ امتیاز شامل تھیں۔ عورت فاؤنڈیشن کی ٹیم لیڈر نے 'کولیکو فار ریسرچ اینڈ ٹریننگ آن ڈویلپمنٹ۔ ایکشن (سی آر ٹی ڈی۔اے) اور ویمنز لرننگ پارٹنرشپ کے ساتھ ملکر ایک متوازی اجلاس کا اہتمام کیا۔

مزید تفصیلات نیچے ملاحظہ کریں:

سی ایس ڈبلیو کے 59ویں اجلاس کے مقاصد کچھ اس طرح تھے:

- بیجنگ اعلامیے اور عمل کیلئے پلیٹ فارم پر عملدرآمد کی صورت حال اور جنرل اسمبلی کے 20ویں اجلاس مارچ 2000 کے نتائج کی دستاویز کا جائزہ لینا۔
- عورتوں اور بچیوں کے مکمل برابر حقوق اور بنیادی آزادی کے حصول اور 'عمل کیلئے پلیٹ فارم' کی تکمیل کا جائزہ لینا۔
- صنفی برابری اور عورتوں، بچیوں کی ترقی کے حصول تک رسائی کو ممکن بنانا۔
- بیجنگ اعلامیے اور عمل کیلئے پلیٹ فارم پر عملدرآمد کو تیز تر کرنا۔
- صنفی تناظر کی پائیدار ترقی کے معاشی، سماجی اور ماحولیاتی پہلوؤں میں انضمام کیلئے 2015 کے ترقیاتی ایجنڈے میں موجود مواقع استعمال کرنا۔
- صنفی پہلوؤں کو عملدرآمد کے عمل میں آگے لانے کیلئے عملی وابستگی کا اظہار کرنا۔
- ترقیاتی، معاشی، سماجی، ماحولیاتی، انسانی حقوق اور ان سے وابستہ عوامل کے موضوع پر اقوام متحدہ کی کانفرنسوں کی مسلسل پیروی کرنا تاکہ یہ عوامل صنفی برابری اور عورتوں بچیوں کی ترقی کے حصول میں اضافے کا باعث بنیں۔

بقیہ صفحہ 7 پر

یو این سی ایس ڈبلیو کے 59ویں اجلاس میں شریک وفد کے اراکین یو این ہیڈکوارٹر نیویارک کے باہر گروپ فوٹو

عورت فاؤنڈیشن کی ٹیم نے اقوام متحدہ میں پاکستانی سفارت کار سے ملاقات کی

عورت فاؤنڈیشن کی ٹیم نے اقوام متحدہ میں پاکستانی سفارت کار اور مستقل نمائندہ ڈاکٹر ملیحہ لودھی سے بھی ملاقات کی اور انہیں 'سیاسی اعلامیے' پر سول سوسائٹی کی سفارشات سے آگاہ کیا۔ ٹیم نے انہیں عورت فاؤنڈیشن کے کام کے بارے میں بتایا اور اسکے ساتھ ساتھ پاکستان میں عورتوں کو درپیش مسائل اور مشکلات سے بھی آگاہ کیا۔

پاکستان اور لبنان میں حکمرانی اور عملدرآمد کا جائزہ

محترمہ صالحہ رامے، محترمہ ربیعہ ہادی اور محترمہ لینا ابوحبیب بیجنگ پلیٹ فارم برائے عمل پر مشترکہ اجلاس کے دوران

کمیشن برائے وقارنسواں کے 59ویں اجلاس کے دوران عورت فاؤنڈیشن نے کولیکو فار ریسرچ اینڈ ٹریننگ آن ڈویلپمنٹ۔ ایکشن (سی آر ٹی ڈی۔اے) اور ویمنز لرننگ پارٹنرشپ کے ساتھ ملکر ایک مشترکہ متوازی اجلاس کا اہتمام کیا۔ اس اجلاس کا موضوع تھا 'بیجنگ پلیٹ فارم برائے عمل پر آراء: حکومتی عملدرآمد اور اگلا لائحہ عمل۔ پاکستان اور لبنان سے مثالیں'۔

اجلاس میں لبنان اور پاکستان میں عورتوں کے حقوق اور پاکستان میں عورتوں کے حق میں کی گئی قانون سازی کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا۔ عورت فاؤنڈیشن کی ڈائریکٹر، ایڈوکیسی اور ای۔وی۔اے۔ڈبلیو، محترمہ ربیعہ ہادی نے پاکستان میں عورتوں، سیاست اور قوانین کیلئے ریاستی اداروں کے مسائل کے موضوع پر ایک جائزہ پیش کیا جو پاکستان میں عورتوں کے حوالے سے تفصیلی پس منظر اور جائزے سے شروع ہوا۔

محترمہ ربیعہ ہادی نے پاکستان میں خواتین پارلیمنٹیرینز، اور سیاست اور کام کی جگہوں پر عورتوں کو درپیش مسائل پر بات چیت کی، اور اسکے ساتھ ساتھ قانون سازی اور اس پر عمل درآمد میں موجود خامیوں کا بھی ذکر کیا۔

انہوں نے پاکستانی عورتوں کی طرف سے لئے گئے مثبت اقدامات پر بھی روشنی ڈالی جن میں بچیوں کی تعلیم کے حق کے لئے آواز اُٹھانے والی نوبل انعام یافتہ بچی ملالہ یوسف زئی، پاکستان میں عورتوں پر تیزاب پھینکنے جیسے جرائم کو دستاویزی فلم کے ذریعے سامنے لانے والی آسکر انعام یافتہ شرمین عبید چنائے، اور اسی طرح کی دوسری خواتین جنہوں نے تمام مشکلات اور مخالفت کے باوجود خود پاکستان میں عورتوں کی برابری اور آزادی کیلئے مکمل نظریاتی وابستگی کے ساتھ وقف کر دیا۔

محترمہ لینا حبیب نے لبنان میں بیجنگ+20 اعلامیے اور بین الاقوامی معاہدوں پر عملدرآمد کی صورت حال پر بات چیت کی۔ پاکستان میں عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے اتحاد (ای وی اے ڈبلیو) کی نمائندہ محترمہ صالحہ رامے نے شرکاء کو پاکستان میں تشدد سے بچ جانیوالی عورتوں اور بچیوں کے علاج میں حائل دشواریوں اور انصاف تک رسائی کے بارے میں شرکاء کو آگاہی دی۔

مراکو سے محترمہ وفاال نے اجلاس کی کارروائی سنبھالی۔ اجلاس کا اختتام دونوں ملکوں میں بیجنگ اعلامیے اور دوسرے عالمی معاہدوں پر عملدرآمد کیلئے کئے جانیوالے اقدامات اور اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے سفارشات پیش کرنے پر ہوا۔

اجلاس کا بنیادی مقصد عورتوں کے حقوق کے مسائل پر متحرک علاقائی تنظیموں اور پیروکاری ٹیموں کو عالمی تنظیموں سے جوڑنا تھا۔

اے ایف سٹاف رپورٹ

عالمی سول سوسائٹی کا اقوام متحدہ کے کمیشن برائے خواتین کے سیاسی اعلامیے پر تنقیدی بیان

مستقبل میں عورتوں کی ترقی کے لئے بہتر حکمرانی اور عالمی معاہدوں پر عملدرآمد کا خاکہ پیش کرتے ہوئے اقوام متحدہ کے کمیشن برائے خواتین (سی ایس ڈبلیو) کے 59ویں اجلاس کے دوران 9 مارچ 2015 کو رُکن حکومتوں نے ایک سیاسی اعلامیہ اختیار کیا۔ یہ ایک با معنی دستاویز ہے مگر عالمی سطح پر عورتوں کے بنیادی مسائل پر بات نہیں کرتی۔ عالمی سول سوسائٹی تنظیموں کی طرف سے اس اہم سیاسی علامیے کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور اس پر تنقید بھی کی گئی۔ پوری دنیا سے 957 سول سوسائٹی تنظیموں نے اس سیاسی اعلامیے پر ایک تنقیدی بیان بھی جاری کیا۔ سول سوسائٹی تنظیموں کی طرف سے جاری کئے جانے والا یہ تنقیدی بیان نیچے درج کیا جا رہا ہے:

بیجنگ اعلامیہ اختیار کرنے کے بیس سالوں بعد یہ سیاسی اعلامیہ وہ نہیں جسے عورتوں کی ضرورت تھی۔

صنفی برابری اور عورتوں کے انسانی حقوق تسلیم کئے جانے کی طرف بے پناہ پیش رفت ہوئی ہے۔ تاہم عورتوں اور بچیوں کی بے شمار کامیابیوں کو خطرہ لاحق ہے اور عالمی سطح پر عورتوں اور بچیوں کو غیر معمولی اور بے مثال مسائل کا سامنا ہے جن میں معاشی نابرابری، موسمی تبدیلیاں، سمندروں کی آلودگی، اور روز بروز بڑھتی ہوئی پُر تشدد بنیاد پرستی شامل ہیں۔

اس وقت جبکہ صنفی برابری، انسانی حقوق اور عورتوں اور بچیوں کی ترقی کیلئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے، ہمیں تازہ نظریاتی وابستگی، اعلیٰ حوصلے، حقیقی وسائل اور احتساب کی ضرورت ہے۔ اسکے برعکس یہ سیاسی اعلامیہ موجود نظریاتی وابستگیوں اور سوچ کی اندھی تقلید ہے جو بیجنگ اعلامیے اور عمل کیلئے پلیٹ فارم میں درج سیاسی جدوجہد سے میل نہیں کھاتا، بلکہ جدوجہد کو پیچھے کی طرف دھکیلتا ہے۔

ہم، عورتوں اور عورتوں کے حقوق کیلئے متحرک تنظیمیں، اور عورتوں اور بچوں کے انسانی حقوق کی مسلمہ منظوری کیلئے کام کرنیوالی تنظیمیں ایسے سیاسی اعلامیے کا مطالبہ کرتی ہیں جو:

- **صنفی برابری، انسانی حقوق اور عورتوں، بچیوں کی ترقی کے مکمل حصول کیلئے غیر مبہم وابستگی کا اظہار کرے۔** سیاسی اعلامیے میں 'صنفی برابری، انسانی حقوق اور عورتوں بچیوں کی ترقی کے مکمل حصول' کی اصطلاح ہر جگہ استعمال کی جانی چاہیے۔ عورتوں اور بچیوں کے انسانی حقوق اور بنیادی آزادی کو یقینی بنانے کا مقصد Cross-cutting ہے جس کا ذکر پورے 'بیجنگ اعلامیہ اور عمل کیلئے پلیٹ فارم' میں آیا ہے نہ کہ صرف ایک باب میں۔ صرف بیجنگ اعلامیے میں ہی عورتوں اور بچیوں کے انسانی حقوق کے حصول کا ذکر پیرا 32,31,23,17,15,14,9,8 میں آیا ہے۔

مزید برآں، 'عمل کیلئے پلیٹ فارم' واضع طور پر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ صنفی برابری انسانی حقوق کا مسئلہ ہے (پیرا 1) اور پیراگراف 2 میں لکھا ہے کہ ''عملی ایجنڈے کے لئے، یہ پلیٹ فارم عورتوں کی زندگی کے تمام شعبوں میں انکے تمام انسانی حقوق اور بنیادی آزادی کے تحفظ اور حوصلہ افزائی کی کوشش کرے گا''۔

ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ حکومتیں اس بات کا انتخاب کریں کہ عورتوں کے کن انسانی حقوق کا کب تحفظ کیا جائے، اور اس اعلامیے میں خود کو پابند نہ کریں۔

- **بیجنگ اعلامیے اور عمل کیلئے پلیٹ فارم پر تیزی سے عملدرآمد پر آمادہ ہو،** بشمول اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 23ویں خصوصی اجلاس کے ما حاصل، بیجنگ+10 اور بیجنگ+15 کے سیاسی اعلامیے، کمیشن برائے قارنسواں کے فیصلے اور قراردادیں، اور صنفی برابری اور عورتوں کے انسانی حقوق کیلئے علاقائی سطح پر جاری کئے گئے اعلامیے۔
- **'عورتوں کیخلاف تمام قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کے معاہدے' اور صنفی برابری، اور عورتوں، بچوں کے انسانی حقوق کے علاقائی معاہدوں کی عالمی توثیق** اور عملدرآمد پر آمادہ ہو۔
- **صنفی برابری اور عورتوں، بچیوں کے انسانی حقوق اور انکی ترقی کیلئے عورتوں کے حقوق کی تنظیموں، اور انکے انسانی حقوق کی محافظ تنظیموں کی اہم اور غیر مبہم جدوجہد کو تسلیم کرے۔** عورتوں کے حقوق کی ان تنظیموں کے بغیر نہ تو بیجنگ اعلامیے اور عمل کیلئے پلیٹ فارم ممکن تھا اور نہ ہی اس پر عملدرآمد میں پیش رفت ممکن ہے۔

اس حوالے سے جتنی پیش رفت ہوتی ہے وہ حکومتوں کی خیر خواہی کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ عورتوں کے حقوق کی تنظیموں کی جدوجہد کی وجہ سے ہوئی۔ حکومتوں کی طرف سے ان پر قدغن لگانا عورتوں کیلئے ہتک آمیز ہے، ہر جگہ۔

- **ایسا ماحول اور وسائل پیدا کرے** جس سے عورتوں کے انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے کام کرنے والی انسانی حقوق کی تنظیمیں تشدد سے پاک ماحول میں اپنا کام جاری رکھ سکیں۔
- **'اُن دشواریوں کا اقرار کرے اور انہیں دور کرے جو صنفی برابری اور عورتوں بچیوں کے انسانی حقوق کیلئے ہماری جدوجہد کو پیچھے دھکیل رہے ہیں۔** ان مسائل میں بڑھتی ہوئی بنیاد پرستی، پُر تشدد انتہاء پرستی، بے دخل کئے گئے افراد کی بڑھتی ہوئی تعداد، ملکوں کے اندر اور ملکوں کے درمیان بڑھتی ہوئی نابرابری، موسمی تبدیلیاں اور سمندری آلودگی شامل ہیں۔

ثبوت واضح ہے: عورتیں اور بچیاں ان مسائل سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں، اور ان مسائل کو حل کرنے کے حقیقی ارادے کے بغیر صنفی برابری اور عورتوں بچیوں کے انسانی حقوق کا حصول ایک غیر حقیقی خواب ہوگا۔

- **حکومتوں کے حقیقی احتساب کو یقینی بنائے** جس میں عوامی اداروں کو اصلاحات کے ذریعے مضبوط بنانے کیلئے تفصلی اقدامات کرنا تا کہ صنفی نابرابری کی ساختی وجوہات کو دور کیا جاسکے؛

مخصوص شعبوں میں سرمایہ کاری اور صنفی ردعمل والے بجٹ کے علاوہ عورتوں کے حقوق اور صنفی برابری کیلئے موزوں معاشی حالات کو یقینی بنانا؛

ایسے قومی، علاقائی اور عالمی نظام وضع کرنا جو صنفی نابرابری بڑھانے اور عورتوں بچیوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی میں ریاستی، غیر ریاستی اور کثیر جہتی اداروں کے کردار کا محاسبہ کریں؛

اور منصفانہ، پائیدار اور مساوی ترقی کیلئے عالمی یکجہتی کے اصول کو عالمی شراکت کی بنیاد تسلیم کریں۔

- **عورتوں، بچیوں کے انسانی حقوق اور ترقی کے درمیان تعلق کو تسلیم کرے۔** سیاسی اعلامیہ عورتوں بچیوں کے انسانی حقوق اور ترقی کے درمیان تعلق کو لازمی تسلیم کرے، خاص طور پر اس لئے بھی کہ غیر ترقی (اور پسماندگی) جیسے حالات میں عورتیں اور بچیاں زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ پائیدار ترقی کے تین بنیادی ستون، معاشی، سماجی اور ماحولیاتی، عورتوں بچیوں کی شمولیت اور انکے انسانی حقوق پورے کئے بغیر حاصل نہیں کئے جاسکتے۔

جب چھ کروڑ دس لاکھ بچوں، جن میں نصف سے زیادہ بچیوں، کو تعلیم تک رسائی حاصل نہ ہو، جب 31 فی صد عورتوں کو اپنے انتہائی قریبی رشتہ داروں سے جسمانی اور جنسی تشدد، یا غیروں سے جنسی تشدد کا سامنا کرنا پڑے، اور جب ترقی پذیر ملکوں میں ہر تین میں سے ایک بچی 18 سال کی عمر تک بِہائی جاچکی ہو، تو یہ ترقی کی ناکامی اور انسانی حقوق کی سنگین تلافی ہے۔

- **'ایسے مسائل کو دور کرے جو صنفی برابری اور عورتوں بچیوں کے انسانی حقوق کیلئے ہماری جدوجہد کو پیچھے دھکیل رہے ہیں۔** ان مسائل میں بڑھتی ہوئی بنیاد پرستی، پُر تشدد انتہاء پرستی، بے دخل کئے گئے افراد کی بڑھتی ہوئی تعداد، ملکوں کے اندر اور ملکوں کے درمیان بڑھتی ہوئی نابرابری، موسمی تبدیلیاں اور سمندری آلودگی شامل ہیں۔

ثبوت واضح ہے: عورتیں اور بچیاں ان مسائل سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں، اور ان مسائل کو حل کرنے کے حقیقی ارادے کے بغیر صنفی برابری اور عورتوں بچیوں کے انسانی حقوق کا حصول ایک غیر حقیقی خواب ہوگا۔

ان لوازمات سے کم کا کوئی سیاسی اعلامیہ اس وقت ایک سیاسی ناکامی ثابت ہوگا جب صنفی برابری، انسانی حقوق اور عورتوں بچیوں کی ترقی کے مکمل، واضع حصول کیلئے نمایاں اقدامات اور کوششوں کی ضرورت ہے۔

اقوام متحدہ کے کمیشن برائے خواتین کی طرف سے بیجنگ اعلامیہ کے 20 سالوں کا جائزہ

بقیہ صفحہ 6 سے

اجلاس کے شرکاء نے جنوبی افریقہ، جنوبی امریکا، جنوب مشرقی ایشیاء اور ایشیاء بحرالکال (Asia Paific) میں صنفی برابری کی مختلف جہتوں پر مثالوں سے تفصیلی بات چیت کی، جس سے عورتوں کیخلاف تشدد، عورتوں کی سماجی بے دخلی، اور فیصلے اور اختیار والے عہدوں سے عورتوں کی محرومی جیسے مسائل پر تبادلہ خیال کا موقع ملا۔

عورتوں کیلئے بغیر کسی تفریق کے برابر مواقع بھی بحث کا حصہ رہے۔ عورتوں کیلئے کی گئی مثبت قانون سازی کو پوری دنیا میں، بالخصوص ایشیاء میں کو صنفی برابری کی طرف ایک رسمی اقدام کے طور پر سراہا گیا۔

تاہم اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ ان قوانین پر عملدرآمد اقوام متحدہ کے رکن مما لک اور این جی اوز کے نمائندوں کیلئے ایک بڑا امتحان ہے۔ عورتوں اور بچوں کی تجارت، جبری نقل مقانی اور غربت کی بڑھتی ہوئی سطح بات چیت کا مشترکہ حصہ رہے۔

اپنے ابتدائی اجلاس میں سی ایس ڈبلیو نے ایک 'سیاسی اعلامیہ' ایک انتہائی اہم دستاویز کی حیثیت سے منظور کیا۔ اس سیاسی اعلامیے میں بیجنگ اعلامیے پر بہتر عملدرآمد کے حوالے سے مستقبل کی حکمت عملی کیلئے 13 نکات درج کئے گئے۔

اجلاس میں عورتوں کی خودمختاری اور ترقی کے حوالے سے ہونیوالی پیش رفت کا احاطہ بھی کیا گیا۔

یو این سی ایس ڈبلیو کی سرکاری ویب سائٹ پر دی گئی معلومات کے مطابق سیاسی اعلامیے کا مسودہ، 59ویں اجلاس شروع ہونے سے بہت پہلے 5 مارچ 2015 کو ہی جمع کرادیا گیا تھا۔ ویب سائٹ پر دی گئی معلومات کے مطابق یہ اعلامیہ غیر رسمی مشاورتوں پر مشتمل تھا۔ تاہم اعلامیہ شرکاء کو اُن کی رائے جاننے کیلئے رسمی طور پر نہیں دیا گیا تھا۔

اس سیاسی اعلامیے پر عالمی سول سوسائٹی نے بے شمار تنقید کی اور اعتراضات اُٹھائے، جنکا ذکر 'سول سوسائٹی سٹیٹمنٹ' میں کیا گیا ہے (اوپر دیکھیں)۔

اس اجلاس کے نتیجے میں سامنے آنیوالی ایک اور اہم دستاویز 'بعداز 2015 ترقیاتی ایجنڈا' ہے۔ اقوام متحدہ اس وقت 2015 کے بعد کے اس ترقیاتی ایجنڈے کی تیاری اور 'سسٹین ایبل ڈویلپمنٹ گولز (ایس ڈی جی ز) کی تکمیل کے مراحل میں ہے، جو اگلے 15 سالوں کا ایجنڈا ہوگا۔

اس ایجنڈے کی تکمیل کا عمل انتہائی اہم مرحلے میں ہے اور اسکے لئے جولائی 2015 میں دو بین الحکومتی مذاکرات کئے جانے ہیں۔ پاکستان کیلئے اس عمل میں شرکت انتہائی اہم ہے تا کہ ملک کی قومی ترجیحات ایجنڈے میں شامل کی جاسکیں۔

اراکین پارلیمنٹ اور سول سوسائٹی کے نمائندوں کی قانون سازی کے عمل اور متعلقہ مسائل پر قومی مشاورت

اے ایف سٹاف رپورٹ

بھوربن (مری): آواز وائس اینڈ اکاؤنٹیبلٹی پروگرام نے 'عورتوں کیلئے باعث تشویش مسائل اور قانون سازی کی ضرورت' کے موضوع پر 3 اپریل 2015 کو بھوربن، مری میں ایک قومی مشاورت کا اہتمام کیا۔ اس قومی مشاورت کے ایجنڈے میں حالیہ، زیرغور قانون سازی کی صورت حال، مجوزہ ترامیم اور نئی قانون سازی کے حوالے سے مسائل کی نشاندہی، اور قانون سازی کے عمل میں مسائل اور میسر مواقع جیسے موضوع شامل تھے۔

دوروزہ موثر آگہی ورکشاپ اور قومی مشاورت میں موجود خواتین اراکین پارلیمنٹ اور اہم سیاسی جماعتوں کے اراکین میں محترمہ شائستہ پرویز، ایم این اے، پی ایم ایل۔این، محترمہ کشور زہرہ، ایم این اے، ایم کیو ایم محترمہ جمیلہ گیلانی، سابقہ ایم این اے اور صوبائی جنرل سیکرٹری اے این پی محترمہ شاہین شفیق، ایم این اے، پی ایم ایل۔این، محترمہ مسرت احمد زیب، ایم این اے آزاد، محترمہ نفیسہ عنایت اللہ خان خٹک، ایم این اے، پی ٹی آئی، سورٹھ تھیبو، ایم پی اے، پی ایم این۔ایف، محترمہ نصرت سحر عباسی، ایم پی اے، پی ایم ایل۔ایف، سندھ اسمبلی محترمہ آسیہ ناز تنولی، ایم این اے، پی ایم ایل۔این، محترمہ عائشہ سید، ایم این اے، جے آئی محترمہ شازیہ اشفاق مٹو، ایم این اے، پی ایم ایل۔این، محترمہ شاہدہ اختر علی، ایم این اے، جے یو آئی۔ایف، محترمہ ثریا اصغر، ایم این اے، پی ایم ایل۔این، محترم شہریار آفریدی، ایم این اے، پی ٹی آئی، محترمہ شوکت بسرا، سیکرٹری اطلاعات پی پی پی، محترم ایم علی راشد، ایم این اے، ایم کیو ایم محترمہ منزہ حسن، ایم این اے، پی ٹی آئی، محترمہ تحسین فواد، ایم پی اے، پی ایم ایل۔این، ڈاکٹر فرید پراچہ، ڈپٹی سیکرٹری جنرل، جے آئی، محترمہ سعدیہ سہیل، ایم پی اے، پی ٹی آئی، محترمہ نعیمہ کشور، ایم این اے، جے یو آئی۔ایف، اور محترمہ فریحہ ایماد، ایم این اے، پی ایم ایل۔این شامل تھے۔

محترمہ شائستہ پرویز دوزوزہ آگہی ورکشاپ کے دوران اظہار خیال کرتے ہوئے۔ اُن کے بائیں جانب محترمہ کشور زہرہ، محترمہ جمیلہ گیلانی، اور اُن کے دائیں جانب جناب محمد مشتاق تشریف رکھتے ہیں

قانون سازی پر دوروزہ موثر آگہی ورکشاپ

عام انتخابات 2013 میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں 211 خواتین منتخب ہو کر آئیں جن میں 144 خواتین پہلی بار منتخب ہوئیں۔

پہلی بار منتخب ہونیوالی ان خواتین اراکین پارلیمنٹ کو ذہن میں رکھتے ہوئے عورت فاؤنڈیشن نے 'قانون سازی کے عمل اور خواتین دوست قانون سازی میں اراکین کے کردار' کے موضوع پر 1-2 اپریل 2015 کو بھوربن، مری میں دوروزہ آگہی ورکشاپ کا اہتمام کیا۔ یہ ورکشاپ 'جنڈر بیس وائلنس ایڈوکیسی اینڈ کپیسٹی بلڈنگ' پروگرام کے تحت ٹروکیئر حکومت آسٹریلیا اور آسٹریلین ایڈ کی مدد سے منعقد کی گئی۔ جناب محمد مشتاق، جوائنٹ سیکرٹری (قانون سازی) قومی اسمبلی، نے قانونی مسودے کی تیاری اور قومی اسمبلی کے 'قوائد وضوابط و کار انصرام' پر تفصیلی بات چیت کی۔ محترمہ ملیحہ ضیاء، منیجر لاء اینڈ جنڈر، عورت فاؤنڈیشن نے قانون سازی اور اراکین اسمبلی کے کردار، عورتوں کیلئے مخصوص قانون سازی، اور قانون سازی سے قانون پر عملدرآمد کی طرف سفر پر بات چیت کی۔

ڈاکٹر رخشندہ پروین، کنسلٹنٹ، اور 'کریٹو اینگر بائی رخشی' کی بانی، نے اس طرح کی اتحاد سازی کیلئے ضروری اخلاقی اور سیاسی تدابیر پر بحث کی۔ جناب یونس خالد، چیف سٹرٹیجی اینڈ پالیسی آفیسر، عورت فاؤنڈیشن نے ترقی کے پائیدار مقاصد اور انکے انتخاب کے طریقہ کار پر بات چیت کی۔

جناب نعیم مرزا، چیف آپریٹنگ آفیسر، عورت فاؤنڈیشن نے اس حقیقت پر زور دیا کہ عورتوں کیلئے مخصوص قوانین کا حصول نچلی سطح سے تعلق رکھنے والی سیاسی ورکرز کی موثر حمایت کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ محترمہ ربیعہ ہادی، ڈائریکٹر ایڈوکیسی اینڈ انڈنگ وائلنس اگینسٹ ویمن، عورت فاؤنڈیشن نے کہا کہ عورت فاؤنڈیشن علم و معلومات کی فراہمی اور وسائل اور اداروں تک رسائی کیلئے مسلسل کوشاں ہے۔

قومی مشاورت کے شرکاء سیشن کے اختتام پر گروپ فوٹو

آرمی پبلک اسکول سانحہ: 'نہ بھولیں گے، نہ بھولنے دیں گے'

پشاور اسکول سانحہ کے ایک مہینے بعد، 16 جنوری 2015 کو سول سوسائٹی نے پارلیمنٹ کے سامنے دیا جلاؤ مظاہرے کا اہتمام کیا جس میں سول سوسائٹی کے اراکین اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے بے شمار افراد نے شرکت کی۔ مظاہرے کا پیغام پُرزور اور واضح تھا:

ہم نہ بھولیں گے اور نہ ہی بھولنے دیں گے، اور ہم انتہاء پرستی اور دہشت گردی کو برداشت نہیں کریں گے، اپنی کامیابی تک۔

مظاہرے میں موجود اراکین پارلیمنٹ میں وفاقی وزیر جناب پرویز رشید (پی ایم ایل۔این)، محترمہ عذرا افضل پیچیھو (ایم این اے پی پی پی)، محترمہ شازیہ مری (ایم این اے پی پی پی)، محترمہ علیزہ اقبال حیدر (ایم این اے پی پی پی)، جناب افضل چن (ایم این اے پی پی پی)، سینیٹر محترمہ روبینہ خالد (پی پی پی)، محترمہ زہرہ فاطمہ (ایم این اے پی ایم ایل۔این)، جناب خالد مقبول صدیقی (ایم این اے ایم کیو ایم)، سینیٹر جناب طاہر مشہدی (ایم کیو ایم)، سینیٹر جناب افراسیاب خٹک (اے این پی)، محترمہ بشریٰ گوہر (اے این پی)، جناب معراج خان (ایم پی اے کیو ڈبلیو پی)، محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی (ایم پی اے کیو ڈبلیو پی)، اور جناب زمرد خان (پی پی پی) شامل تھے۔

لاہور میں دیا جلاؤ

مظاہرے کا اہتمام 'ٹیم پاکستان' نے کیا تھا جو '16/12 آرمی پبلک سکول' کے بعد پاکستان کے بڑے شہروں اور غیر ممالک میں دہشت گردی اور انتہا پرستی کے خلاف جدوجہد کے لئے تشکیل ہوا تھا۔ اسی طرح کے مظاہرے ملک کے باقی صوبائی دارالخلافوں میں بھی کیئے گئے۔

پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد کے سامنے دیا جلاؤ

عورت فاؤنڈیشن نے ویمن پارلیمنٹری کاکس کے ساتھ MOU پر دستخط کیئے

ویمن پارلیمنٹری کاکس (ڈبلیو پی سی) نے عورت فاؤنڈیشن کے ساتھ منگل، 19 مئی 2015، کو 'سمجھوتے کی یادداشت (ایم او یو) پر دستخط کیئے۔ اس ایم او یو کے تحت دونوں فریقین نے عورتوں کے حوالے سے باعث تشویش مسائل، بشمول صنفی تشدد کے خاتمے، کیلئے مل کر کام کرنے پر اتفاق کیا۔ عورتوں کیلئے مخصوص قوانین اور ان پر عملدرآمد میں موجود خامیاں دور کرنے کے حوالے سے دونوں فریق، باہمی طور پر تشکیل دیئے گئے شیڈول کے مطابق ملکر کانفرنسوں، مباحثوں اور مشاورت کا اہتمام کریں گے۔

محترمہ شائستہ پرویز، سیکریٹری ڈبلیو پی سی اور محترمہ ربیعہ ہادی، عورت فاؤنڈیشن، نے سمجھوتے کی یادداشت پر دستخط کیئے۔ اس موقع پر سینئر پارلیمنٹریز محترمہ طاہر اورنگزیب، پی ایم ایل۔این، محترمہ سیدہ زہرہ ودود فاطمی، پی ایم ایل۔این، محترمہ آسیہ تنولی، پی ایم ایل۔این، محترمہ شاہدہ اختر علی، جے یو آئی۔ف، اور محترمہ منزہ حسن، پی ٹی آئی سے بھی موجود تھیں۔

محترمہ شائستہ پرویز اور محترمہ ربیعہ ہادی باقی اراکین کے ساتھ سمجھوتے کی یادداشت پر دستخط کی تقریب میں